دلانے میں جزوی طور پر کامیاب ہو چکا ہے۔ عبداللہ عبداللہ کا شمالی اتحاد پروانڈیا ہے۔ انڈیا اپنی فوجی استعداد اور نام نہاد قونصل خانوں کی تعداد افغانستان میں بڑھا رہا ہے۔ کرزئی صاحب ادھر آتے ہیں تو یقین دلاتے ہیں کہ ان کی سرزمین پاکستان کے خلاف نہیں استعمال ہو گی، مگر یہ نہیں بتاتے کہ انڈیا کی فوج کس کے خلاف استعمال ہو گی۔ ملک کے اندر بھارتی لابی روز بروز توانا ہو رہی ہے۔ بے حیا گویے اور بے حمیت فنکارائیں واہگہ کی سرحد کو دونوں طرف کی ثقافت کے درمیان تفریق کی ایک ایسی لکیر قرار دے رہے ہیں جو مسلم لیگ نے بابائے قوم محمد علی جناح ؒ کی انا کے تحت کھینچی تھی۔ غیر ملکی گرانٹ پر چلنے اور پلنے والی این جی اوز اغیار کا حق نمک ادا کرنے کیلئے ضمیر فروشی کی منڈی میں نقد جان و دل ہی نہیں، دین و ایمان کی دولت پر ''برائے فروخت'' کے کتبے لگائے بیٹھی ہیں۔ امریکہ کی یہ جرأت کہ اپنے سفارت خانے مین ہم جنس پرستوں کا میلہ لگا دیتا ہے اور بدکردار ہم جنس پرست وہاں جمع ہو کر دادِ عیش دیتے ہیں اور اس انجام سے نہیں ڈرتے جو قوم لوط کا ہوا تھا۔ یہ سب کچھ ہو رہا ہے مگر حکومت وقت کو آزاد کشمیر کے انتخاب جیت لینے کی خوشی میں سب کچھ بھول گیا ہے حالانکہ یہ انتخاب اور اس میں کامیابی اسی بدترین انتخابی بددیانتی کا اعادہ ہے جو پی پی نے 1977ء کے انتخاب جیتنے کیلئے کی تھی۔ پاکستان بیت المال کا چیئرمین اگر انتخابی جلسے منعقد کرے اور حکومت کیلئے ووٹ مانگے تو بددیانتی کا کونسا ثبوت درکار ہے؟

بھارت آخر کار جامع مذاکرات کے میز پر آ گیا ہے۔ ہماری حکومت بچھی جا رہی ہے اور اسے اپنی بڑی سفارتی کامیابی قرار دے رہی ہے مگر اس کی چالاکی کو نہیں سمجھتی یا تجاہلِ عارفانہ سے کام لیتی ہے اور حقائق سے اعراض کر کے قوم کو اندھیرے میں رکھ رہی ہے۔ بھارت تو مسائل پیدا کر رہا ہے۔ وہ دریاؤں کے رخ موڑ چکا ہے۔ جہلم اور جناب پر درجنوں ڈیم بنا چکا ہے۔ کشن گنگا کا پانی روک رہا ہے۔ کیا وہ یہ سب کچھ اس لئے کر رہا ہے ایک دن کشمیر کا تصفیہ ہو گا تو یہ سب کچھ ہمارے حوالے کر دے گا؟

## شبِ معراج

حسب سابق شب معراج، حلوے مانڈے اور آتش بازی کے ساتھ منالی گئی۔ گویا اس فقید المثال معجزۂ نبی کی غایت اولیٰ صرف یہی تھی۔ معجزہ ہمارے نبی علیہ السلام کا فقید المثال معجزہ ہے مگر ہماری عقل اس کو سمجھنے سے عاجز نہیں ہے کیونکہ وہ اس ذات پاک سے آشنا ہے جس نے اس نادر الوقوع واقعہ کے بیان کا آغاز ﴿سبحان الذی ......﴾ کے کلمات طیبات سے کیا۔ معراج شریف عبد کا تھا۔ عبد، جسم و روح سے بنتا ہے۔ زمینی

حصہ معراج، مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک کے سفر کا ہے۔ عبد نے جب اپنی معراج کا انکشاف فرمایا تو حالت بیداری اور جسد بشری کے ساتھ فرمایا۔ کفار نے حسب خبثِ باطن، مضحکہ اڑایا اور تکذیب کی اور حربہ کے طور پر زمینی سفر کا امتحان لیا۔ انہیں خوب معلوم تھا کہ حضور اکرم ﷺ کبھی بیت المقدس تشریف نہ لے گئے تھے۔ اس لئے وہاں کے آثار و روایات کے محال وقوع پوچھا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیؐ کی پشت پر جبریل امینؑ کو کھڑا کر دیا جو ہر سوال کا جواب، حضورؐ کو بتاتے۔ کفار لاجواب ہوئے تو اپنے کسی قافلہ کے احوال دریافت کرنے لگے جو معراج کی رات، اسی راہ پر محو سفر تھا۔ جواب ملا کہ وہ قافلہ فلاں مقام پر خیمہ زن تھا اور اپنی ایک اونٹنی کی گم شدگی پر پریشان اور اس کی تلاش میں سرگرداں تھا۔ وہ قافلہ واپس آیا تو کفار نے تصدیق چاہی اہل قافلہ نے حضور اکرم ﷺ کے جواب کی تائید کی۔ یوں زمینی حصہ معراج کی تصدیق خود منکرین سے کرادی گئی مگر ابوجہل، ابوجہل ہی رہا۔ پس زمینی حصہ کی تصدیق، منطقی طور پر آسمانی حصہ معراج کی تصدیق ہے۔

واقعاتِ معراج شریف میں، جدت پسند قصہ گو، بہت غلو کرتے ہیں۔ سب سے بڑا غلو اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کا ہے۔ حالانکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تمنائے دید کا جواب ﴿لن ترانی﴾ قرآن میں موجود ہے اور اسی طرح قرآن نے عمومی جواب، اصولی طور پر دے دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو دنیا کی کوئی آنکھ دیکھ نہیں سکتی۔ ﴿لا تدرکہ الأبصار وھو یدرک الأبصار﴾ سورہ نجم کی ابتدائی آیات میں آسمانی حصہ معراج کا مفصل بیان ہے۔ ﴿علمہ شدید القویٰ﴾ کی حقیقت کسے معلوم نہیں؟ اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ کو جو کچھ سکھایا، جبریلؑ کے ذریعے سکھایا۔ نماز پڑھنا بھی جبریلؑ نے ہی سکھایا۔ ''پس شدید القویٰ'' جبریلؑ ہیں۔ جنہیں حضور اکرم ﷺ نے اول غار حرا اور پھر ''افق اعلیٰ'' پر ان کی اصلی شکل میں دیکھا ﴿نزلۃً أخریٰ﴾ میں دوسری بار دیکھنے کا ذکر ہے۔ جو لوگ ان آیات سے دیدار الٰہیہ کا مفہوم اخذ کرتے ہیں، وہ پوچھنے پر نہیں بتاتے کہ حضور اکرم ﷺ نے پہلی بار اللہ تعالیٰ کو کہاں دیکھا تھا۔ یہ جواب نہ دے سکنا، قرآن میں ﴿لن ترانی﴾ اور کسی آنکھ کا اللہ تعالیٰ کو نہ دیکھ سکنا، تین دلائل قاطعہ ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کو نہ دیکھا تھا۔ اس سے آگے دیکھئے۔ ان آیات میں ﴿شدید القویٰ﴾ فاعل ہے۔ جس کا فعل ''عَلَّمَ'' اور ''ہٗ'' کی ضمیر مفعول ہے۔ جس کا مرجع ''صاحبکم'' ہے جو دراصل ''وما ضل'' اور ''وما غویٰ'' کا فاعل ہے۔

اب ہم یہ پوچھتے ہیں کہ اگر حضور ﷺ نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا تھا اور ﴿شدید القویٰ﴾ سے مراد

اللہ تعالیٰ ہیں اور قصہ گویوں کا یہ بیان درست ہے کہ حضور ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے روبرو جی بھر بھر کر باتیں بھی کی تھیں تو ان آیات سے متصل ہی ﴿فأوحیٰ الی عبدہٖ ما أوحی﴾ کا کیا مفہوم ہے؟ اگر حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہے تھے اور روبرو بیٹھے جی بھر بھر کر باتیں کر رہے تھے تو یہاں وحی کا کیا دخل تھا کیونکہ وحی تو ہوتی ہی بالواسطہ اور پس پردہ ہے! جب روبرو، بلا واسطہ کلام اور دیدار ہو رہا تھا تو وحی نہ رہی جبکہ یہاں فرمایا گیا ''اس نے اپنے بندے پر وحی کی جو کی۔'' وحی کا کوئی بھی مفہوم، بلا واسطہ کلام نہیں ہوسکتا۔ جب مخاطب اور متکلم روبرو ہوں تو وحی نہیں ہوتی۔ وحی القا ہو یا الہام یا جبریل کے ذریعے، اس کی کوئی بھی تعریف، نبی ﷺ اور اللہ تعالیٰ کے درمیان بعد مکانی کو مستلزم ہے۔ موسیٰ کلیم اللہ تھے۔ ﴿وکلم اللہ موسیٰ تکلیماً﴾ ہمارے اس موقف پر دلیل ہے۔ موسیٰ طور پر ہونے اور اللہ تعالیٰ اپنے عرش پر متمکن ہوتے اور کلام ہوتا ہے۔ یعنی بعد مکانی قائم رہنا۔ ﴿فأوحیٰ الی عبدہٖ ما أوحی﴾ میں صریحاً ظاہر ہے کہ جو کچھ کلام ہوا بذریعہ جبریل بصورت وحی ہوا۔ لہٰذا قرآن ان تمام امکانات کو رد کرتا ہے جو قصہ گویوں نے غلو کے طور پر، واقعۂ معراج کی لوح قرآنی پر حاشیہ کئے ہیں۔ واقعۂ معراج کی تفصیلات حدیث معراج میں ﴿ما زاغ البصر﴾ کی ضمانت کے ساتھ بیان ہوئی ہیں۔

معراج کی ایک خاص ضرورت تھی۔ شدائد ونوائب بارش کی طرح حضور اکرم ﷺ اور آپؐ کے صحابہؓ پر وارد ہو رہے تھے مگر بازار طائف میں آپ پر گویا کوہِ گراں ٹوٹ پڑا تھا۔ اشرارِ مکہ کو ایذا رسانی نبیؐ میں ضرور یاد رہتا تھا کہ آپ ایک محترم قبیلہ اور سردار گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں جبکہ اہل طائف کو کوئی ایسا خدشہ لاحق نہ تھا، ان نالائقوں نے آپؐ کو ستانے میں اپنی کمینہ صفتی کا بدترین ثبوت دیا تھا۔ آپؐ محزون وملول رہنے لگے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کو ملأ اعلیٰ کی ان رفعتوں پر بلایا جہاں کوئی بشر نہ پہلے گیا تھا اور نہ پھر جائے گا۔ یوں، آپؐ کو اس شرف سے نوازا جس کی مثال تاریخ انسانیت ونبوت میں مفقود تھی۔

اپنی میزبانی سے سرفراز فرمایا اور بتایا کہ موذیانِ نبی خائب وخاسر ہیں جبکہ نبی ہمارے گھر میں محترم ومکرم ہیں۔ معراج کی دوسری ضرورت نبی علیہ السلام کی دعوت کو ایک جیسی بنیاد فراہم کرنا تھی تاکہ ایمان بالغیب کی دعوت میں ذاتی مشاہدہ کی طاقت کا اضافہ ہو اور آپؐ بیش از پیش اور بیش از بیش ثبات اور استقلال کے ساتھ مکذبین کا رد کر سکیں۔ شعب ابو طالب کے قیدی کو یہ بتانا تھا کہ وہ کفر کے خلاف جنگ میں تنہا نہیں ہے بلکہ اس کی پشت پر خود اللہ لم یزل کی ساری طاقتیں موجود ہیں اور اسے اس نے ابتلا وآزمائش کے سمندر میں غوطے کھانے کو نہیں چھوڑ دیا